



اللّٰهُ

دیکھ!

دیکھ رہا ہے

اس لئے گناہ مت کر!

حضرت شکیب علیہ السلام دامت برکاتہم

تفصیلات

کتاب کا نام: دیکھ! اللہ دیکھ رہا ہے
 از افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
 حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
 تعداد اشاعت: ایک ہزار
 بار اشاعت: اوّل
 سن اشاعت: ۱۴۰۵ھ / ۲۰۲۳ء
 ناشر: حراپبلی کیشن، چنویل، نئی دہلی
 قیمت: 80 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیات

Ph: 022-23435243 (۳۶ رجسٹرڈ روڈ، ممبئی ۴۰۰، انڈیا)



مشقّت کے ڈرسے نہ چھوڑو عبادت، نہ لذت کی خاطر کرو تم معاصی
 کہ لذت بھی فانی، مشقّت بھی فانی، گنہ اور عبادت کا انجام باقی
 (نائب ناسی)

حراپبلیکیشن

تعارف... مقاصد... سرگرمیاں

”حراپبلیکیشن“ کسی کی ذاتی ملک نہیں، بل کہ یہ ادارہ ”وقف اللہ“ ہے۔ الحمد للہ ادارے کو مستند علماء کرام اور مفتیانِ عظام کا مشورہ اور علمی تعاون حاصل ہے۔ ادارے کا مقصد یہ ہے کہ:

- ۱۔ علمائے حق کی ضخیم کتابوں سے امت کی دینی ضرورت کے مطابق چھوٹے چھوٹے کتابچے تیار کئے جائیں تاکہ ہر ایک کے لیے خریدنا اور پڑھنا دونوں آسان ہو۔
- ۲۔ امت کی دینی ضرورت کے پیش نظر، عام فہم کتابیں مختلف زبانوں میں شائع کی جائیں، تاکہ دینی بیداری کے ساتھ ساتھ، دین کے تمام شعبوں کا علم حاصل کرنا بھی ہر ایک کے لیے آسان ہو سکے۔

”حرا“ کی کتابیں طباعت کے اعلیٰ معیار کے مطابق، عمدہ کاغذ اور خوبصورت سے خوبصورت فائل کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں، تاکہ دینی کتابوں کا باطنی اور ظاہری حسن دونوں باقی رہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ”حراپبلیکیشن“ کی کتابیں عوام و خواص میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جا رہی ہیں، معیاری طباعت کی وجہ سے کتابیں کچھ مہنگی تو ضرور ہوتی ہیں، مگر اہلِ ذوق پسند کرتے ہیں اور اہلِ دل داعیوں دیتے ہیں۔

گزارش ہے کہ ابھی ”حرا“ کی کتابوں کے خریدار نہیں، خود پڑھیں، علماء کرام اور پڑھنے والے دوست و احباب کو بدیع پیش کریں۔

اللہ تعالیٰ ادارے کو ہر شر سے بچا کر ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور تمام معاونین کے لیے دنیا و آخرت کا ذخیرہ بنائے۔ (آمین)

احبابِ حرا



مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَحْقِیْقُ دَوْنُ تَضْلِیْلِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

زیر نظر کتاب ”دیکھ! اللہ دیکھ رہا ہے“ دو کتابچوں کا مجموعہ ہے۔ پہلا کتابچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کے ایک بیان پر مشتمل ہے، جس کا عنوان ”دنیا میں گناہوں کے نقصانات“ ہے اور دوسرا کتابچہ حضرت اقدس حاجی کلیل احمد صاحب مدظلہ العالی کا ہے جس کا نام ہے ”گناہ چھوڑنے کے فائدے اور اس کا آسان طریقہ“۔

پورے عالم میں بے چینی اور بے سکونی کی واحد وجہ گناہوں کی کثرت ہے۔ جس طرح دنیا کی ہر چیز مثلاً آگ، پانی، ہوا وغیرہ کے اندر اللہ پاک نے ایک تاثیر رکھی ہے، اسی طرح ہر نیکی اور ہر گناہ کے اندر بھی ایک تاثیر ہے۔

ہر نیکی سکون کی ایک کیفیت پیدا کرتی ہے جبکہ ہر گناہ انسان کو بے چینی میں مبتلا کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جب گاڑی چلانے والے کا ٹریفک سگنل توڑ کر آگے بڑھ جائے اس کے دل کے ڈھڑکن کو بڑھاتا ہے تو اہم الحاکمین کے قانون کی مخالفت سے زندگی میں جس قدر بھی بے چینی اور بے سکونی ہو، کم ہے۔



چند ضروری باتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَحْمِيْلًا وَتَضَمُّنًا عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا کتابچہ ”دنیا میں گناہوں کے نقصانات“ سے قبل، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہی کی کتابوں کی روشنی میں اس موضوع کی مناسبت سے چند ضروری باتیں عرض کردی جائیں تاکہ کتاب سے استفادہ سہل اور آسان ہو جائے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ دنیا دار اعمل اور آخرت دارالجزاء ہے، لہذا اچھائی اور برائی کی جزا اس آخِر میں ہی ملے گی، دنیا میں اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالاں کہ یہ سوچ بالکل بے بنیاد اور حقیقت واقعہ سے عاری ہے، کیوں کہ یہ مشاہدہ ہے اور تاریخ اس پر شاہد عدل ہے کہ برائی کا انجام بہر حال دنیا میں بھی برا ہوا۔ (مستفاد: جزاء الاعمال)

حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے مذکورہ کتابچے میں گناہوں کے دنیوی نقصانات کو تفصیل سے نمبر وار بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت اقدس حاجی تکمیل احمد صاحب مدظلہ نے اپنے رسالہ میں گناہ چھوڑنے کے فوائد کے ساتھ ساتھ متقی بننے کا آسان نسخہ بھی تحریر فرما دیا ہے۔ پہلے کتابچے سے گناہوں کے نقصانات کا علم ہو جانے کے بعد ہر ایمان والا گناہوں کو چھوڑ دینے کی فکر کرے گا اور دوسری کتاب کو پڑھنے سے گناہ چھوڑنے کے فائدے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح دونوں کتابچوں کو یکجا کر دینے کی وجہ سے ان کی افادیت دو بالا ہو گئی ہے۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے کتابچے سے پہلے تمہیدی طور پر کچھ ضروری باتیں نقل کر دی گئی ہیں، جس میں گناہ و معصیہ اور گناہ و کبیر کی تعریف اور بڑے بڑے گناہوں کی ایک فہرست بھی شامل ہے تاکہ گناہوں کے نقصانات پر مطلع ہونے سے پہلے قارئین کو گناہوں کا علم اور اس سلسلے بھی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کی کاوشوں کو قبولیت اور مقبولیت سے سرفراز فرما کر اس کتاب کو امت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور تمام معاونین کو دارین کی کامیابی اور سرخروئی عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام



گناہ کی تعریف

اللہ پاک اور رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے، انہیں نہ کرنا اور جن کے کرنے سے روکا ہے، انہیں نہ کرنا گناہ کہلاتا ہے۔

یہ تعریف عام ہے، کبیرہ و صغیرہ دونوں کو شامل ہے۔ اب ہم گناہ کی تقسیم اور گناہ کبیرہ و صغیرہ کی تعریف کرتے ہیں۔

گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) گناہ کبیرہ (۲) گناہ صغیرہ

گناہ کبیرہ

ہر وہ کام یا نافرمانی جس کے بارے میں شریعت کی جانب سے قباحت یا لعنت اور شدید وعید وارد ہوئی ہو وہ کبیرہ ہے۔

مثلاً: (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ (۲) جادو کا عمل کرنا کرنا۔ (۳) ناحق قتل کرنا۔ (۴) سود کھانا کھانا یا اس پر گواہ بننا۔ (۵) یتیم کی مال کھانا۔ (۶) والدین کی نافرمانی کرنا۔ (۷) زکوٰۃ نہ دینا۔ (۸) عملاً رمضان کا روزہ نہ رکھنا۔ (۹) قدرت کے باوجود جج نہ کرنا۔ (۱۰) زنا کرنا یا اعلام بازی کرنا۔ (۱۱) رشہ داروں کے ساتھ

براسلوک کرنا۔ (۱۲) تکبر کرنا۔ (۱۳) شراب پینا۔ (۱۴) جوا کھلنا۔ (۱۵) چوری کرنا۔ (۱۶) جھوٹی قسم کھانا۔ (۱۷) رشوت کھانا۔ (۱۸) جھوٹ بولنا۔ (۱۹) ناحق کسی کو ستانا۔ (۲۰) مردوں کا عورت کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت

اختیار کرنا۔ (۲۱) پیشاب کے قطرے سے اجتناب نہ کرنا۔ (۲۲) فرض و واجب نماز کو ترک کرنا۔ (۲۳) چغل خوری کرنا۔ (۲۴) نقد برکات کرنا کرنا۔ (۲۵) بدفالی لینا۔ (۲۶) ذی روح کی تصاویر لینا۔ (۲۷) نوحہ کرنا۔ (۲۸) کمزوروں، مثلاً بیوی بچے

اور چاروں کو ناحق مارنا۔ (۲۹) پڑوسی کو ستانا۔ (۳۰) بخشوں سے بچنے ازار لگانا۔ (۳۱) مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا۔ (۳۲) سونے چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا۔

(۳۳) مرد کا سونا یا ریشم زیب تن کرنا۔ (۳۴) لڑائی جھگڑا کرنا۔ (۳۵) دھوکہ بازی

کرنا۔ (۳۶) صحابہ کو برا کہنا۔ (۳۷) خیانت کرنا۔ (۳۸) ناحق کسی پر لعن طعن کرنا۔

(۳۹) بے وفائی اور وعدہ خلافی کرنا۔ (۴۰) تپ تول میں کمی۔ (۴۲) عورتوں کا بال

کنونا۔ (۴۳) مصیبت پر واہیلا پھانا۔ (۴۴) مختصر اور گنگ لباس زیب تن کرنا۔

(۴۵) ناخرم عورت کے ساتھ خلوت کرنا۔ (۴۶) ناخرم عورت سے مصافحہ کرنا۔ (۴۷)

عورت کا بغیر حرم کے سفر کرنا۔ (۴۸) میوزک اور گانے سننا۔ (۴۹) اپنے مال کو فضول

ضائع کرنا۔ (۵۰) حائضہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا۔ (۵۱) عورت کا بن سنور کر،

خوشبو لگا کر، یا بے پردہ اجنبی مردوں کے سامنے لکھنا۔ (۵۲) مزدور کو اس کی مزدوری نہ

دینا۔ (۵۳) بلا ضرورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا نا۔ (۵۴) بدعت کا ارتکاب کرنا۔

(۵۵) اجنبی عورت کو عہد آد کینا۔ (۵۶) نماز کو اس کے وقت سے موخر کر کے پڑھنا۔

(۵۷) جلدی جلدی نماز پڑھنا۔ (۵۸) کسی کو برے نام سے پکارنا۔ (۵۹) اولیاء سے

عداوت کرنا۔ (۶۰) کھلے عام گناہ کرنا۔ (۶۱) اپنے گناہ و گلوں کے سامنے بیان کرنا۔

(۶۲) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا وغیرہ وغیرہ۔

گناہ صغیرہ

ہر اس گناہ کو گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے جس کو کرنے سے شریعت نے روکا ہو، البتہ اس پر کوئی شدید وعید نہ بیان کی ہو، مثلاً بغیر عذر کے بائیں ہاتھ سے کھانا یا پینا وغیرہ۔

علمائے لکھنؤ کہ گناہ صغیرہ پر دوا بھی گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ یعنی بغیر توبہ کے صغیرہ گناہ

بھی مستقل کیا جانے لگے تو وہ بھی کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیا میں گناہوں کے نقصانات



از اضافات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیا میں گناہوں کے نقصانات

گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟

یوں تو اس کی مضرتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات و احادیث اجمالاً اور بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر ترتیب سے لکھیں گے۔

قرآن کریم میں جو نافرمانوں کے جاہل قبیحہ اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں وہ کس کو معلوم نہیں! وہ کیا چیز ہے جس نے اہلس کو آسمان سے زمین پر پھینکا؟ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا۔

صورت نکاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے، لعنت نصیب ہوئی، قُرب کے عوض بُعد یعنی اللہ سے قریب ہونے کے بجائے اللہ سے دوری پیدا ہو گئی۔ تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر شرک، جھوٹ، فحش انعام ملا۔

وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانے میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا۔

وہ کون سی چیز ہے جس کی وجہ سے ہوائے نیند کو یعنی سخت آندھی کا قوم عام پر مسلط کیا گیا۔ یہاں تک کہ زمین پر پلنگ پلنگ کر مارے گئے۔

وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم مژدہ پر چبڑائی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے، اور وہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔

وہ کون سی چیز ہے جس سے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں آسمان تک لے جا کر الٹ دی گئیں۔ اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔

وہ کون سی چیز ہے جس سے شعیب علیہ السلام کی قوم پر بادل کی شکل میں عذاب آیا؟ اور اس سے آگ برسی۔

وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی؟

وہ کون سی چیز ہے جس سے قارون کو گھر اور مال و اسباب کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا؟

وہ کون سی چیز ہے جس نے بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور جو ان کے گھروں میں گھس گئے اور ان کو تہس نہس کر ڈالا؟ اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے پھر ان کا بنانا یا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔

اور وہ کون سی چیز ہے جس نے بنی اسرائیل کو طرح کی مصیبت اور بلا میں گرفتار کیا؟ کبھی قتل ہوئے کبھی قید، کبھی ان کے گھر کاڑھے گئے کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے کبھی چلا وطن کئے گئے۔

وہ چیزیں جن کے یہ آثار ظاہر ہوئے؛ اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا!

ان قصوں کو (قرآن کریم میں) جا بجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ

ارشاد ہوئی۔

وَمَا كَلَّمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَتَقْتُمْهُمْ يَغْلِبُونَ (سورۃ العنکبوت)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ (اللہ کی نافرمانی کر کے) خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

دیکھئے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت اسی دنیا میں کیا کیا خرابیاں اور سزائیں بھگتیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قرص فتح ہوا تو جُبیر بن مُثَنیر نے حضرت

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان

سے پوچھا کہ ایسے خوشی کے دن میں رونا کیسا؟ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل

اسلام کو عزت دی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے جُبیر! افسوس ہے کہ تم نہیں سمجھتے۔ جب

کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی ذلیل اور بے

قدر ہو جاتی ہے۔

دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا کہ ذلیل خوار ہو گئی۔ جس کو تم اس

وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ کا پاک ارشاد ہے: زَانِ الْوَجَلِ يَحْزَنُهُ الْوُزْقُ بِاللَّذَنِيبِ

يُصِيبُهُ.

یعنی بے شک آدمی اپنے گناہوں کے سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد

فرمانے لگے، پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔

۱۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے کام علی الاعلان ہونے لگیں گے تو وہ طاعون میں اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں نہیں ہوں گی۔

۲۔ اور جب کوئی قوم ناچنے اور تونے میں کمی کرے گی تو قحط اور تنگی اور حاکموں کے ظلم میں مبتلا ہوگی۔

۳۔ اور جو قوم بھی زکوٰۃ بند کرے گی، رحمت کی بارش ان سے روک دی جائے گی۔ اور چوپائے نہ ہوتے تو ان پر کبھی بارش نہ ہوتی۔

۴۔ جب کوئی قوم عہد شکنی یعنی وعدہ خلافی کرے گی تو اللہ تعالیٰ دشمن کو ان کے اوپر مسلط فرمادے گا جو ہر آئن کے مالوں کو لے لیں گے۔

ابن ابی الدینار روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ جب لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شراب پیتے ہیں اور موسیقی یعنی میوزک وغیرہ بجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیبت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو بلا ڈال۔

اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے شہروں میں ہر طرف حکم نامے بھیجے، جس کا مضمون یہ ہے: بعد حمد و صلاۃ کے مذہاب ہے کہ زمین کا یہ زلزلہ، اللہ تعالیٰ کے عتاب کی علامت ہے، میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں مہینے میں میدان میں دعا اور تضرع کے لیے نکلیں،

اور جس کے پاس کچھ روپے پیسے ہیں وہ بھی خیرات کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۖ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ۔

اور جو جس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے کہا تھا:

رَبِّكَ تَكَلَّمَ مَنَّا الْفُسْطَاوَانُ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَزْنَحُنَا لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَالِيَةِ۔

اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُخَّيْنَاكَ لِإِنِّي مُكْذَّبٌ مِنَ الْخَالِيَةِ۔

ابن ابی الدینار نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ عز وجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو سچے کثرت سے مرتے ہیں اور غور تیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں یہ بات پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے۔ بس جو شخص میرے اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انہیں بادشاہوں کو اس پر سزا کے طور پر مسلط کر دیتا ہوں۔ تم بادشاہوں کو بڑا بھلا کہتے ہیں میں مشغول ہوا کرو، میری طرف رجوع ہو جاؤ میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا۔

اور امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نظر انداز کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود اس کی مذمت اور برائی بیان کرنے لگتا ہے۔ اور بھی بہت سی احادیث میں گناہ کی مضرتیں اور اس کے نقصانات جو دنیا میں پہنچتے ہیں، مذکور ہیں:

۱۔ ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے؛ کیوں کہ ظلم ایک باطنی نور

ہے۔ اور گناہ سے باطن کا نور بجھ جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو یہ وصیت فرمائی
تھی: **يَا اَبْنَ اَبِي اللّٰهِ تَعَالٰی قَدْ اَلْفَى عَلٰی قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تَطْفِئْهُ بِطَلَبَةِ
الْمَغْصِبَةِ**۔

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے، تم اس نور کو گناہ
کی تار کی سے مت بجھا دینا۔

۲۔ گناہوں کی وجہ سے رزق کم ہو جاتا ہے۔

امام احمدؒ نے وہبؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری
اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب راضی ہوتا ہوں تو برکت کرتا ہوں اور
میری برکت کی کوئی انتہا نہیں، اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی تو غضبناک ہوتا ہوں،
لعنت کرتا ہوں، میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے۔

۳۔ گناہ کا رکو اللہ تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرہ بھی
ذوق ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ ایک شخص نے کسی اللہ والے سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ()
وحشت رہتی ہے، انھوں نے کہا کہ ”گناہ کرنے سے لوگوں سے وحشت ہونے لگتی ہے،
گناہ چھوڑ دو وحشت دور ہو جائے گی۔“

۴۔ گناہوں کی فحوش سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خصوصاً نیک لوگوں
کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا۔ اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دُور اور ان
کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بیوی
اور جانور کے اخلاق پر پاتا ہوں کہ وہ میری اطاعت میں کمی کرنے لگتے ہیں۔

۵۔ گناہوں سے نہ بچنے کا ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کا رکو اکثر کاموں میں دشواری
پیش آتی ہے، جیسے تقویٰ سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ہی تقویٰ نہ کرنے سے
یعنی گناہ میں ملوث رہنے سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

۶۔ قلب میں ایک تار کی سے معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے تو یہ
ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے، اس ظلمت کی وجہ سے ایک حیرت اور الجھن پیدا ہوتی
ہے اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس ظلمت کا
اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر، ہر شخص کو یہ سیاسی نظر آنے لگتی ہے۔ فاسق
کیسا ہی حسنین و جمیل ہو گا اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق،
قلب میں نور، نور رونق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی
ہے۔ اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قہر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق
میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

۷۔ معصیت یعنی گناہ سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دل کی کمزوری تو
ظاہر ہے کہ امور دینی یعنی نیک کاموں کی ہمت کھٹکتے کھٹکتے بالکل ہی ناپاؤد ہو جاتی ہے۔ رہ گئی
بدن کی کمزوری تو بدن بھی قلب کے تابع ہے؛ جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔

دیکھو! فارس اور روم کے کفار کیسے قوی الجیش اور ڈیل ڈول والے تھے مگر صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم ان جمیعین کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

۸۔ گناہ کرنے کی وجہ سے آدمی طاعت یعنی نیک کاموں سے محروم ہو جاتا ہے۔ آج
ایک طاعت گئی، بجلی دوسری چھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک

کام گناہوں کی بدولت ہاتھ سے نکلنے چلے جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

۹۔ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور عمر کی برکت ملتی ہے۔ کیوں کہ نیکی سے عمر بڑھ جانا صحیح حدیث سے ثابت ہے تو جو رادار گناہ سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے۔ یہ شبہائیت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے، کیوں کہ عمر کی کیا تخصیص یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں، امیری و فربہی صحت و مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط کر کے یعنی جو ذکر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے، یہی حال عمر کا سمجھ لیتا چاہئے۔

۱۰۔ گناہ کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے اور دوسرا تیسرے کا۔ اور یہ سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے، اسی طرح شدہ معاصی کی کثرت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ گناہ کرنے والا گناہوں میں گھر جاتا ہے۔ پھر ان گناہ کے کاموں کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ ان کا چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے۔ گناہوں کو ایسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر اس سختی میں لطف ولذت بھی نہیں رہتی۔

۱۱۔ گناہ کرنے سے توبہ کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ توبہ کی توفیق بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اسی حالت میں موت آ جاتی ہے۔

۱۲۔ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ اس کو برا نہیں سمجھتا۔ نہ اس بات کی پروا ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا؛ بل کہ خوشی کے ساتھ اپنے گناہ کے کاموں کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دُور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد

فَرَمَا حُضُورُ صَلَاتِهِمْ لَمْ يَلْحَقْهُ مَعَاذُ إِلَّا الْمَجَاهِرِينَ وَإِنْ مِنَ الْإِجْهَارِ أَنْ

يَكْتُمُ اللَّهُ عَلَى الْعَبْدِ لَعْنَةً يُصْبِحُ يَفْهَمُ نَفْسَهُ وَيَقُولُ يَا فَلَانِ اخ

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لیے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ حکم کلام گناہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی حکم کلام ہی گناہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرمائی تھی مگر مجھ کو خود اپنے کو نصیحت کرنا شروع کیا کہ میاں ہم نے تو فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری کی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا تھا۔ کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوئے کفر تک توبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم گناہوں سے ڈرتے ہو؟.... اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

۱۳۔ ہر معصیت اللہ کے دشمنوں میں سے کسی کی میراث ہے تو گویا گناہ کرنے والا ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے، مثلاً فطری قوم ابو علیہ السلام کی میراث ہے، کم پائتا تو ان قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، غلو و فساد فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، بکیر و تبر قوم ہود علیہ السلام کی میراث ہے تو یہ عامی (گناہگار) اُن لوگوں کی میراث بنائے ہوئے ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انھیں میں شمار ہے۔

۱۴۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر اور خوار ہو جاتا ہے۔ اور جب خالق کے نزدیک ذلیل خوار ہو گیا تو مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے۔

وَيَمُنُّ بِحُجَّتِ اللَّهِ فَتَالَهُ مَنْ شَكَّرَ۔ یعنی

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہیں مگر کسی کے دل میں اس کی عظمت نہیں ہوتی۔

۱۵۔ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے۔ اور سب اپہر لعنت کرتے ہیں۔ گناہ کی سزا تو اُلگ ہوگی۔ یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں یہاں نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں جب کہ قحط ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست ہے۔

۱۶۔ گناہ کرنے سے عقل میں فساد و فساد آجاتا ہے۔ کیوں کہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت مصیبت سے اس میں کمی آجاتی ہے، بل کہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے۔ ان کے ملک میں رہتا اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بھی بن رہے ہیں قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے، گناہ کرنے سے اس قدر سرور و لذت نصیب نہ ہوگا جس قدر دنیا و آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے، بجلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے!

۱۷۔ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے، کیوں کہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے۔ مثلاً:

لعنت فرمائیں آپ ﷺ نے اس عورت پر جو گودے اور گدوائے، اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے، اور جو دوسرے سے یہ کام لے (ڈر)

لعنت فرمائیں آپ ﷺ نے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لینے والے پر اور اس کے گواہ پر (ڈر)

لعنت فرمائیں آپ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو، یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھہرایا جائے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے چور پر (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے چوڑنے والے اور چڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لا کر لائے اور جس کے لیے لا کر لائی جائے (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس شخص پر جو جان دار چیز کو شائد بنائے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس شخص پر دین میں کوئی نئی بات نکالے، یا ایسے شخص کو پناہ دے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے تصویر بنانے والے پر اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو قوم کو طاسا عمل کرے، (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس پر جو جانور سے سے صحبت کرے (ڈر)

لعنت فرمائیں ہے اس شخص پر جو کسی جانور کے چہرے پر داغ لگائے، (ڈر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہچائے یا اسکے ساتھ فریب کرے (ذکر)

لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں، اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں، یا چراغ رکھیں (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے ہیکا کر بھڑکا دے (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے مقام میں صحبت کرے، اور ارشاد فرمایا کہ جو خاوند اپنی بیوی سے نفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح ننگ فرشتے اس بیوی پر لعنت کرتے ہیں۔ (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملائے، اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی طرف لوہے (دھاردار چیز جیسے چاقو وغیرہ) سے اشارہ کرے، اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں، (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہے، (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچا دے، اور قطع رحمی کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے۔ (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو احکام خداوندی کو چھپا دے، (ذکر)

لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو (نیک) پارسیابیوں کو جن کو ان قصوں کی یعنی بدکاری کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں؛ زنا کی تہمت لگا دے، (ذکر)

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹھیک

بتا دے، اور رسول اللہ ﷺ نے

لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے، اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے، اگر گناہ میں اور کوئی ضرر نہ ہوتا تو کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی لعنت کا مورد ہو گیا، یعنی اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر لعنت ہو گئی نعوذ باللہ۔

۱۸۔ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ يَجْمَلُونَ الْعِزَّ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ۔ (سورۃ الغافر ۷)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں، وہ تسبیح و تہمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر تعظیم رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ اسے اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔

دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں، تو جس نے وہ راہ ہی چھوڑ دی تو اسے دولت کا کہاں مستحق رہا!

۱۹۔ گناہ کرنے سے طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ
الَّذِي كَانُوا يَعْلَمُونَ (الرَّوم)

یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل اور رستی میں ان اعمال کی وجہ سے، جن لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں۔

اور امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیبوں کا دانہ بھجور کی گھٹلی کے برابر دیکھا، ایک گھٹلی میں تھا، اور اس پر یہ لکھا تھا، کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوتا تھا، اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت آدے گا؛ چوں کہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی، اور زمین گناہوں سے پاک ہو جائے گی، پھر اس کی برکتیں عموماً آویں گی، یہاں تک کہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا۔ اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے، انکو رکھنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری گناہوں کا ثمرہ ہے۔

۲۰۔ گناہ کرنے سے غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو چاہے کر گزرے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۱۔ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بھلا اس کے دل میں خداوندی عظمت ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہو سکتی؟

جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی عزت نہیں رہتی۔ پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں خوار ہو جاتا ہے۔

۲۲۔ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں یعنی چھین لی جاتی ہیں، اور بلاؤں مصیبتوں کا بھوم ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے، اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا تُسَبِّحُونَهَا أَتُنسِيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَهٗ يَكُ مُعْتَدٍ لَّكَ عُقْبَةٌ اَنْتُمْ لَا عِلْمَ بِهٖ (یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو پانچویں ہے۔ یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ سے ہی ہوتا ہے۔

۲۳۔ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہو کر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اگر کو لوگ برے ناموں سے پکارنے لگتے ہیں۔ مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے۔

مومن، مطیع، منیب، ولی، ورع، مصلح، عابد، خائف، اذاب، طبیب، رضی، تابع، حامد، راکع، ساجد، مسلم، تقات، صادق، صابر، خاشع، مصدق، صائم، عقیف، ذاکر وغیرہ اور جب برا کام کیا گیا تو یہ خطابات ملے:

فاجر، فاسق، عاصی، مخالف، مفسد، غیبت، مستوط، زانی، سارق، قاتل، کاذب، خائن، قاطع رحم، متکبر، ظالم، ملعون، جامل وغیرہ

۲۴۔ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں، کیوں کہ اطاعت ایک خداوندی

سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں۔
گناہ کی مصیقتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ کا تذکرہ کر دیا گیا۔

کسی بزرگ نے بہت پیاری بات کہی ہے

قلعہ ہے جس کے سبب اعداء (شمنوں) کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے، جب قلعہ سے باہر نکلا، شمنوں نے گھبرایا۔ پھر وہ شایطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں۔ اور اس کے قلب، زبان، دست و پا، (ساتھ ہی) چشم و گوش (آنکھ کان) سب اعضا کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گناہ چھوڑنے کے فائدے اور اس کا آسان طریقہ



افادات

حضرت شیخ الاسلام
رحمۃ اللہ علیہ

مجازیت

عارف باللہ حضرت مفتی محمد عتیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی بات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَحْمِیْدُہٗ وَتُحْصِیٰہٗ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِہٖ اَقْبَابُہٗ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تَقٰۤاَتِہٖ۔

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔“

اللہ پاک کا محبوب اور ولی بننے کے لیے تقویٰ حاصل کرنا بنیادی شرائط میں سے ہے، بغیر تقویٰ کے آج تک نہ کوئی اللہ کا محبوب بنا اور نہ کبھی بن سکتا ہے۔ اللہ پاک کا حکم ہے:

اِنْ اَوَّلَیَآءُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کو ہی اپنا دوست بناتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ جنت کا تذکرہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ کہ یہ جنت متقیوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

بندہ کسی بھی نیک عمل سے اتنی جلدی اللہ کا قُرب حاصل نہیں کر سکتا، جتنا تقویٰ کی بدولت حاصل کر سکتا ہے۔

کتاب وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے میں ہی مومن کی خیر اور بھلائی ہے... تقویٰ ہی عبادات کی قبولیت کا ضامن ہے... تقویٰ دین و دنیا کی تمام کامیابیوں اور بھلائیوں کا سرچشمہ ہے... تقویٰ سے اللہ کی معیت... رزق کی فراوانی... ہر کام میں آسانی... مصائب سے نجات... دُجو کے سے حفاظت... پر لطف زندگی... عزت و اکرام... اللہ کی ولایت

کاتاج... گناہوں کا مناد یا جانا... دوزخ سے نجات... اللہ کی مدد و نصرت... مخلوق پر بالادستی اور غلبہ... تیز دین و دنیا کے لیے شرافت کے حاصل ہوتے ہیں۔

تقویٰ کی کمالیہ بات اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایمانی صفات اور دوسری عبادات میں کمال پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی مخصوص مہینہ یا سیزن نہیں بنایا، جبکہ تقویٰ حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کا مخصوص مہینہ عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تقویٰ کے میدان میں ایمان والے ایک دوسرے سے آگے بڑھیں، چنانچہ قرآن کریم میں تقویٰ میں خوب آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا اور عا سکھا ئی گئی:

”کہا کہ اللہ! ہمیں متقیوں کا امام بنا دیجئے!“

تقویٰ کیا ہے؟

(۱) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کرنا اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے رک جانے کا نام تقویٰ ہے، تاکہ انسان اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے بچتا رہے۔

(۲) حضرت امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں، اے عزیز! تم کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے، اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہو گے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی اور جواہرات ملیں گے اور روحانی علم و دولت کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ رزق کریم تمہیں میسر آ جائے گا اور تم بہت بڑی کامیابی حاصل کر لو گے، بہت بڑی فہیمت پالو گے اور ایک ملک عظیم یعنی جنت کے مالک بن جاؤ گے۔ یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں تقویٰ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ (احیاء العلوم)

(۳) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ اللہ کے تمام احکامات پر عمل کرنے اور تمام ممنوعات

سے بچتے رہنے کا نام ہے۔ علامہ واعدیؒ نے لکھا ہے کہ تقویٰ کہتے ہیں کہ انسان اپنے باطن کو اپنے خالق کے لیے اس طرح مزین کر لے جیسا کہ وہ اپنے ظاہر کو مخلوق کے لیے آراستہ کرتا ہے۔ (تفسیر بکیر جلد اول ص ۲۴)

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق کی محبت میں اپنے نفس کی خواہشات پر چلنا چھوڑ دے۔ یعنی جن باتوں سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، ان باتوں کے تقاضوں کے باوجود ان پر عمل نہ کرے نفس کو ناراض اور اپنے مولیٰ کو راضی کر لے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ کی حقیقت ایک واقعہ سے سمجھنا آسان ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ انھوں نے اس بات کو سمجھانے کے لیے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ کبھی غار دار بھانڑیوں والے تنگ راستے سے گزرے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! گذرنا ہوں، حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا پھر ایسے وقت میں آپ کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ اپنا دامن سیٹھ کر خوب احتیاط سے گزرتا ہوں تاکہ کوئی کاٹنا کیڑے یا بدن سے نہ لگ جائے۔ انھوں نے کہا: بس تقویٰ ہی یہی ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں ہر طرف براہیوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا گھٹنے لگے ہوئے ہیں، اور ان کے درمیان شریعت کے راستے پر اس طرح چلنا کہ خدا کو کوئی حکم ٹوٹنے نہ پائے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

علمائے کرام نے کامل تقویٰ بیان کرتے ہوئے، بدن کے ہر عضو کا علاحدہ تقویٰ بیان فرمایا ہے۔ جو مختصر ا یہ ہے:

زبان کا تقویٰ: اس سے مراد یہ ہے کہ زبان سے کوئی بول بھی ایسا نہ بولے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔

دل کا تقویٰ: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان دل میں کسی کے لیے حسد نہ رکھے اسی طرح تکبر،

نقض، عناد، کینہ، عجب، انتقام اور دیگر امراضِ قلب سے دل کو پاک رکھے۔

آنکھ کا تقویٰ: یہ ہے کہ ہر طرح کے حرام دیکھنے سے آنکھوں کو محفوظ رکھا جائے۔

بیٹ کا تقویٰ: یہ ہے کہ حرام توہرام مشہال کا ایک تہیہ بھی میں نہ جانے پائے۔

ہاتھوں کا تقویٰ: یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ کسی حرام چیز کی طرف نہ اٹھیں۔

قدموں کا تقویٰ: ہمارے قدم اللہ کی نافرمانی اور سرکشی کی طرف نہ بڑھیں۔

عبادت کا تقویٰ: عبادت خالص اللہ کے لیے ہو، کوئی دنیوی غرض مطلوب نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تمہارے

اند تقویٰ پیدا ہو۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں قربانی، حج، روزہ، بل کہ تمام عبادات کا مقصد تقویٰ ہی قرار

دیا ہے۔ قربانی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنْ يَنَالَ اللّٰهُ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآئُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُ اللّٰهُ التَّقٰوٰى وَنُكِّلْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ

جانور کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون، بل کہ قربانی کرنے والے کے دل کا تقویٰ اللہ کو

پہنچتا ہے۔

اسی طرح حج جیسے عظیم الشان عمل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّعِظْكُمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاَتٰهَا مِنْ تَقْوٰى الْقُلُوْبِ۔ کہ تقویٰ والے ہی شعائر اللہ یعنی

احکام حج کی تعلیم کرتے ہیں، اسی طرح ہر عبادت کا اصل مقصد تقویٰ قرار دیا ہے۔

تقویٰ قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن مجید میں ایک جگہ ”لباس تقویٰ“ کی تعبیر اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی جیسے لباس، سردی

اور گرمی سے بچا کر انسان کو زیب و زینت بخشتا ہے، اسی طرح تقویٰ بھی برائیاں سے

بچا کر متقی کو قارا و نکھار عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

”اگر تم تقویٰ اور صبر کرتے رہو گے تو یہ درحقیقت بہت ہی اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔“

(سورہ آل عمران)

اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو دشمنوں کے مکد و فریب اور ان کی تدابیر کوئی نقصان

نہ کر سکیں گی۔“ (سورہ آل عمران)

”اللہ تعالیٰ متقی، پرہیزگار اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“ (سورہ النحل)

جو شخص اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے اسمٰئیل پیدا کر دے گا، (گناہوں سے بچنے

کی) اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔“

(سورہ الطلاق)

”اللہ تعالیٰ تو پرہیزگاروں کی ہی اعمال قبول فرماتے ہیں۔“ (سورہ المائدہ)

”بے شک! اللہ کے نزدیک زیادہ اکرام والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔“

(سورہ الحجرات)

”جو لوگ ایمان لائے اور وہ اصحابِ تقویٰ بھی تھے، ان کے لیے دنیا و آخرت کی زندگی

میں خوش خبری اور بشارت ہے۔“ (سورہ یونس)

”پھر ہم اہل تقویٰ کو جہنم سے نجات عطا کریں گے۔“ (سورہ مریم)

ان کے علاوہ بھی قرآن کریم کی دوسری بہت سی آیتوں سے تقویٰ اور اہل تقویٰ کی اہمیت

تقویٰ حدیث کی روشنی میں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ ہر بھلائی کی جڑ ہے۔ (مسند احمد)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ تمہارے سارے معاملات کو چمک اور روشنی بخشتا ہے۔ (سورۃ المائدہ)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”میں تمہیں جلوت اور غلوت میں (یعنی جمع اور تنہائی میں) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں“ (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرنے والی چیز کیا ہے؟ اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ اور حسن اخلاق۔ (ترمذی)

ایک صحابی نے سرکارِ مدینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ نصیحت فرمادیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تقویٰ کو لازم پکڑو، یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ دنیا کی کسی چیز کو تعجب اور پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے مگر تقویٰ اور صاحبِ ورع کو۔“

ایک موقع پر آپ ﷺ سے کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی آل کون لوگ ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ہر مومن بندہ مومن میری آل ہے۔“

(غنیۃ الطالبین)

کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں علمائے کرام نے تقویٰ کے بہت سے فوائد شمار کرائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خود مقرر شخص کی تعریف فرماتے ہیں۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”اگر تم تقویٰ اور صبر اختیار کرو گے تو یقیناً یہ باہت کاموں میں سے ہے۔“

۲۔ متقی شخص دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ ”اگر تم تقویٰ اور صبر اختیار کرو گے تو تمہیں مخالفوں کے کمر و فریب، کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔“

۳۔ اہل تقویٰ کو تاہید خداوندی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ”یقیناً اللہ تعالیٰ متقی اور نیکو کار لوگوں کے ساتھ ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ”اور اللہ متقیوں کا ولی (حمایتی اور کارساز) ہے۔“

۴۔ اہل تقویٰ میدانِ محشر کی ہولناکیوں اور وہاں کی شدتوں سے نجات میں رہیں گے اور دنیا میں انہیں کثیر مقدار میں رزقِ حلال نصیب ہوگا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”جو شخص تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالے گا اللہ اس کے لیے کثرتِ داد پیدا کر دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔“

۵۔ تقویٰ کے باعث انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں اعزاز و اکرام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”تم میں سے اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی زیادہ اکرام کا مستحق ہے جو زیادہ متقی ہے۔“

۶۔ اہل تقویٰ کو موت کے وقت ایمان اور آخرت میں نجات کی بشارت دی جاتی ہے۔

”جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ کی زندگی اختیار کی انہیں دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے۔“

کسی بھی نیک عمل پر آپ ﷺ نے اپنی آل ہونے کی خوشخبری نہیں سنائی۔ یہ سترہ الفاظ جو نبی اکرم ﷺ نے متقی لوگوں کے لیے اپنی مبارک زبان سے ادا کئے، متقین کے لیے انعام ہیں اور بڑے اکرام و اعزاز کا باعث ہیں۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی متعین ہے اور ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، جن کے بارے میں ہر آدمی یقین کے ساتھ کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ لہذا، جس کے بارے میں شبہ ہو کہ یہ چیز حرام ہو سکتی ہے، اس سے بچو۔ یہ طریقہ اختیار کرنے والا اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیتا ہے اور شہادت کا ارتکاب کرنے والا ایک لحاظ سے حرام کام مرتکب ہو جاتا ہے، اس لیے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کی چراگاہ کے کنارے کنارے اپنے گلے (بکریوں کا رپڑ) کو چرانے لگے، تو امکان اس بات کا ہے کہ اس کا گلہ دوسرے کی چراگاہ کی حد میں داخل ہو جائے گا۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک اپنی چراگاہ ہوتی ہے، یاد رکھو، اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ (مسلم، کتاب المساقاۃ)

چراگاہ کی مثال اس آپ ﷺ سے وہ حد متعین کردی، جو ہمارے دین میں مطلوب ہے اور جسے قرآن مجید نے تقویٰ کے لفظ میں بیان کیا ہے۔ مطلب یہ کہ متقی آدمی صرف حرام کاموں سے ہی نہیں بچتا؛ بل کہ وہ ان چیزوں سے بھی بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے جو اگرچہ شریعت میں صراحت کے ساتھ تو منع نہیں کی گئیں، لیکن اسے ان پر عمل کرنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ حضرت وایضہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نبی اور گناہ کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اپنے دل سے

پوچھو، اپنے نفس سے سوال کرو اور آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا: نیکی وہ ہے جس پر تمھارے دل کو اطمینان اور تمھارے نفس کو سکون حاصل ہو۔ اور گناہ وہ ہے جس پر تمھارے نفس میں خلش اور سینے میں الجھن محسوس ہو، اگرچہ لوگوں نے اس کے گناہ کو فتویٰ دے دیا ہو۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی عبادت اور ذکر الہی میں کثرت سے مشغول رہنے کا... اور دوسرے شخص کے حرام سے بچنے اور مشتبہ چیزوں سے دور رہنے کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پرہیزگاری سے کسی اور چیز کا مقابلہ نہ کرو“، یعنی پرہیزگاری کا مقام تو بہت بلند ہے۔

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامہ)

دنیا و آخرت میں تقویٰ کے فائدے

تقویٰ کا فائدہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ چند فائدے درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ متقی کے لیے دنیا و آخرت کے تمام مصائب و مشکلات سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔

یعنی متقی کے لیے ”ہر مشکل آسان“

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنُؤْتِيهِمْ مِنْ ذَلَّةٍ وَنَحْنُ كَاشِفَتَسُبِّهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق کے ایسے دروازے کھول دیتے ہیں جن کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں جاتا۔

یعنی متقی کے لیے روزی کا مسئلہ آسان۔

تیسرا فائدہ: ارشادِ باری ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا يُدْخِلْهُ فِيهِ
مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ متقی کے کاموں میں آسانی اور سہولت پیدا فرمادیتا ہے۔
یعنی متقی کے ”سب کام آسان“۔

چوتھا فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا يُدْخِلْهُ فِيهِ
یعنی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔
”یعنی متقی کے سارے گناہ معاف“

پانچواں فائدہ: یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کا اجر بڑھا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ
کا پاک ارشاد ہے: وَيُغْفِرْ لَهُ مَا سَلَفَ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِعَذَابٍ لِّمَنْ هَلَكَ عَنَّا
چھٹا فائدہ: اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا
اللہ تعالیٰ حق و باطل کی سمجھ اور صحیح و غلط کی پہچان عطا فرمادیتے ہیں۔
”یعنی دھوکے سے حفاظت“

اور بالآخر ای تقویٰ کی برکت سے انسان جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم
کا اعلان ہے: أَعِدَّاتُ لِلْمُتَّقِينَ۔
”یعنی متقی کے لیے ہمیشہ کیش“

مذکورہ بالا تمام فائدے اور منافع اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متقیوں کے لیے بیان
فرمائے ہیں۔ الغرض متقی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے بے شمار اعزاز و اکرام سے
نوازا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لیے مدد

وفضرت، تعظیم و تکریم، علم و حکمت، گناہوں کی معافی، نیک کاموں کے اجر میں اضافہ،
کاموں میں سہولت و آسانی، غم اور پریشانیوں سے نجات، رزق میں وسعت، ارادوں
میں کامیابی، اللہ کی محبت، کمالی عبدیت، اور جنت میں قربِ خداوندی کا وعدہ فرمایا ہے۔
(نصف قرآن مجید جلد ۳ ص ۱۰۸۲)

تقویٰ کیسے حاصل کریں

تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کے لیے نہ کسی مخصوص وظیفہ کی حاجت ہے اور نہ کسی
خاص عمل کی ضرورت۔ کچھ بھی کرنا نہیں،

ہاں کچھ بھی نہیں کرنا ہے!

یقین حاصل کرنا ہے!

صرف چھوڑ دینا ہے۔

ہاں! صرف چھوڑ دینا ہے۔

یقین حاصل کرنا ہے! صرف چھوڑ دینا ہے!

اب آپ سے پوچھتا ہوں کہ کسی کام کا کرنا مشکل ہے یا چھوڑ دینا؟

یقیناً، آپ کا جواب یہی ہوگا کہ کسی کام کا چھوڑ دینا تو بہت آسان ہے۔

بس تقویٰ حاصل کرنے کے لیے صرف ایک کام، جو کرنا نہیں ہے، یعنی گناہ چھوڑ دینا
ہے۔

گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر کے نفسانی خواہشات کو دباتے رہنا ہی حصولِ تقویٰ کا
سبب اور متقی بننے کا ذریعہ ہے۔

مثلاً کے طور پر، چرچ، ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم کمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حج کا

حکم دیا تو یہ تو ہدایت فرمائی کہ جب حج کا ارادہ کرلو تو شہوت کی باتوں سے بچو، فسق و فجور اور لڑائی جھگڑوں سے دور رہو، نیکی کے کام کرو، اسی کو ذرا راہ بناؤ، اس لیے کہ بہترین زاد راہ، تقویٰ ہے۔ گویا، حج ادا کرتے ہوئے اپنے نفس کو شہوات سے، زبان کو گالی اور بدگوئی سے، ہاتھ پاؤں کو جنگ و جدال سے بچانا اور بھلائی کے کاموں میں لگے رہنا ہی وہ طرز عمل ہے، جسے قرآن مجید نے یہاں تقویٰ کہا ہے، اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی ہے کہ اگر کوئی حاجی سفر میں اور حج کے دوران، اپنے ساتھ یہ سامان سفر نہیں رکھتا تو بہت ممکن ہے کہ وہ کسی موقع پر اپنے سارے عمل ہی کو ضائع کر دے۔

نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقویٰ کا حکم فرمانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ایک دفعہ علماء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری پوری زندگی کا ٹھنڈا یہ ہے کہ پانچ کام کرلو تقویٰ بن جاؤ گے۔

۱۔ اہل اللہ کی مصاحبت: یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہنا

۲۔ ذکر اللہ پر مداومت: یعنی پابندی کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا

۳۔ گناہوں سے محافظت: یعنی برائیوں سے بچنا

۴۔ اسباب گناہ سے مباحثت: یعنی گناہ کے ذرائع اور مواقع سے دور رہنا

۵۔ سنتوں پر مواظبت: یعنی سنتوں کا مکمل اہتمام کرنا

تقویٰ کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ متقیوں کو دنیا میں بے تاج بادشاہت اور جنت میں حقیقی بادشاہت عطا فرمائیں گے۔ ایسی بادشاہت کہ ہر دل کی ہر خواہش صرف ارادے پر پوری ہو جائے گی۔ ہر نعمت حاصل ہوگی۔ اور وہ بھی کتنے دنوں کے لیے؟..... کتنے

سال کے لیے؟

سوچا نہیں جاسکتا..... سمجھا نہیں جاسکتا

اور جو چیز سوچ سمجھ سے باہر ہو، اُسے مانگا کیسے جاسکتا ہے؟

پھر ایسی ایسی عطائیں..... کیا کر کے ملیں گی؟

کتنے حج کر کے؟..... کتنے عمرے کر کے؟

کتنی نمازیں پڑھ کر؟..... کتنی تلاوت کر کے؟

کتنا ذکر کر کے؟

کتنے صدقے اور خیرات کر کے؟

یہ ساری عبادتیں اور بھلے کام تو آپ کرتے ہی ہیں، کرتے رہیے، ہم آپ سے کرنے کو کچھ نہیں کہتے۔

متقی بننے کے لیے کرنا نہیں..... چھوڑنا پڑتا ہے۔

کیا چھوڑنا پڑے گا.....؟

غلط کام..... بری عادتیں۔

اچھا آپ بتائیے!

کیا یہ گندے گندے کام (گناہ) آپ کو اچھے لگتے ہیں؟

ہرگز نہیں، اس لیے کہ آپ مومن ہیں؟

جی ہاں!

کیا گناہ کے بعد آپ بچھتا نہیں!

آپ دل ہی دل میں کتنے بے چین ہوتے ہیں! اور آئندہ کے لیے طے کرتے ہیں کہ

اب نہیں کریں گے۔

بس اسی ”نہ کرنے والے ارادہ کو“ پکا کر لیجیے!

اس پر سنے رہیے!

جسے کہنے کی توفیق اللہ سے مانگئے!

بس متقی بن جائیں گے۔

اور اگر پھر کبھی نفس و شیطان دھوکہ دیدیں تو فوراً تو بہ کیجیے!

اللہ پاک سے گزر کر معافی مانگ لیجیے!

اللہ پاک اپنے ہیں، بہت مہربان ہیں، معافی کا دروازہ بند نہیں کرتے، وہ تو آواز لگاتے

ہیں، او... دن کے گندہ گارو! رات ہو گئی... تو بہ کر لو... میں معاف کر دوں گا۔ صبح میں

آواز لگواتے ہیں، او... رات کے گندہ گارو! مجھ سے معافی مانگ لو... میں بڑا معاف

کرنے والا ہوں۔

کبھی تو فرماتے ہیں کہ میں تمہیں سزا دے کر کیا کروں گا؟ میں تمہارا، مہربان رب،

تمہارے بہت سے گناہ تو یونہی معاف کر دیتا ہوں۔

اس لیے کبھی بشری کمزوری اور نفس و شیطان کے دھوکے میں آ کر گناہ کر ٹیٹھیں تو تو بہ میں

دیر نہ کریں، فوراً تو بہ کریں۔

تو بہ کے بعد آپ پھر متقی ہو گئے۔

حضرت تھانوٹؒ نے لکھا ہے کہ متقی رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا با وضو رہنا۔ جب وضو ٹوٹ

جائے تو نیا وضو بنا لیں، اسی طرح جب گناہ ہو جائے تو فوراً تو بہ کر لیں۔ پھر متقی ہو جائیں گے۔

اس لیے عرض کر رہا تھا کہ متقی بننے کے لیے کچھ کرنا نہیں ہے... صرف گناہ چھوڑ

دینا ہے۔ ہم سے چھوڑنے کا کام بھی نہ ہوا، ہو کرنے کے کیا کریں گے۔ اور کریں گے بھی

تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ رہے ہیں۔ جس پر اللہ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں۔

ہمارے کرنے پر اللہ تعالیٰ پکڑ نہ فرمائیں، توان کی مہربانی۔

اس لیے دوستو! پکارا دو کہ ہم گناہ کے کام نہیں کریں گے۔

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ گناہ سے روزہ چھٹ جاتا ہے۔ اور چھٹی ہوئی چیز کوئی قبول نہیں

کرتا۔

ایک دفعہ میں نے کالیفہ سے سنا تھا کہ روئے ہوئے، بس کنگر کو پانچ روپے کا نوٹ

دیا، ساڑھے چار روپے کا نوٹ لینا تھا، نوٹ تھوڑا سا پھٹا ہوا تھا۔

اس نے کہا مولانا، دوسرا نوٹ دیجیے۔

میں نے پوچھا، کیا نوٹ نقلی ہے؟

اس نے کہا نقلی نہیں ہے، پھٹا ہوا ہے۔

میں نے اس سے کہا کہ ان نوٹوں کو آپ اپنے گھر تو لے جائیں گے نہیں، لے جا کر بینک

میں جمع کر دیں گے۔

اس نے کہا: مولانا! اس نوٹ پر ہم ٹکٹ نہیں دے سکتے۔

میں نے اس سے کہا: الٹ ساڑھے چار روپے کا ہے تم پانچ روپے کو کھلاؤ، اور ٹکٹ دے دو۔

اس نے کہا: مولانا! حجت مت کر دو اگر دوسرا اچھا نوٹ دینا ہے تو دو، ورنہ یہیں اتر جاؤ۔

دوستو! کیا یہ سوچنے کی بات نہیں، کہ ساڑھے چار روپے کا ٹکٹ، پانچ کے پستے نوٹ میں نہیں ملتا

تو کیا ہمیشہ ہمیش کی جنت ہمارے پستے روزے کے بدلے مل جائے گی؟ جس نوٹ پر

ریزرو بینک (Reserve Bank) کی مہر لگی ہوئی ہوتی ہے، گورنر کی سائن اس پر موجود

ہوتی ہے، جسے کوئی تقویٰ نہیں کہہ سکتا، وہ نوٹ اگر ذرا سا پھٹ جائے تو اس سے بس کاکٹ نہ لے، اور پچھلے روز سے پر جنت مل جائے ایسے کہہ سکتا ہے۔

تقویٰ کے حصول کی مشق اس طرح کریں

جس طرح دنیا کی چیزیں حاصل کرنے کے لیے ہم اسباب اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے طرح طرح کے جتن کرتے ہیں، تجربہ کاروں سے مشورہ کرتے ہیں؛ اسی طرح تقویٰ حاصل کرنے کے لیے بھی ہمیں اسباب اختیار کرنا پڑے گا، جاننے والوں سے معلوم کرنا پڑے گا اور اس کے مطابق عمل کے لیے خود کو آمادہ کرنا پڑے گا۔

مثال کے طور پر اگر آپ کو ایک مکان خریدنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں، اور جاننے والوں سے مشورہ کرتے ہیں، اور صرف دعا اور مشورہ پر ہی اکتفا نہیں کرتے، بل کہ جہاں مکان لینا ہوتا ہے وہاں جاتے ہیں، ایجنٹ سے یا مکان والے سے بات کرتے ہیں، اس کے کاغذات (Documents) وغیرہ دیکھتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ پھر جا کر مکان کی خریداری پوری ہوتی ہے۔ اسی طرح تقویٰ کے حصول کے لیے بھی ہمیں چند کام کرنے ہوں گے۔ صرف متقی بننے کا ارادہ کر لینا کافی نہیں۔

جذبات یہ ہیں اپنے نہ مجذوب بشاد رہ

جذبات بقیہ ہیں، جو مرتب عمل نہ ہو

پہلا کام

پہلا کام یہ کریں کہ صلاۃ اتوبہ پڑھ کر پچھلے تمام گناہوں سے کچی پکی توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ اے اللہ! ہماری زندگی نافرمانیوں میں گزر گئی، آج ہم سچے دل سے توبہ کرتے ہیں آپ ہمیں معاف فرما دیجیے۔ دل لگا کر عاجزی کے ساتھ توبہ واستغفار

کریں پھر صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ اے اللہ! پاک آپ ہمیں تقویٰ دے دیجیے۔ اپنی کامل محنت دیجیے، کامل نور دیجیے، ایسا نور دیجیے جو محسوس ہو سکے۔

دوستو! اللہ کے سامنے رو رو کر ایسے مانگیں جس طرح بچہ لپٹ کر مانگتا ہے، کیسا چلتا ہے، ہیر پکڑ کر لپٹ جاتا ہے، خند کرتا ہے کہ نہیں نہیں.... ہم کو دیجیے... ہم کو دیجیے.... دیجیے نا، ہم کو دے ہی دیجیے

کوئی بچہ جب ہم سے اس طرح مانگتا ہے تو اس پر ہم کو پیارا آ جاتا ہے اور بچے کو دے دیتے ہیں، تو ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی مانگیں۔ اپنی دعاؤں میں یہ دعا مانگنے کا بھی اہتمام کریں کہ اے اللہ ہمیں آپ اپنی پسند کا روزہ رکھنے کی توفیق دیجیے، اس مبارک ماہ کی برکت سے ہمیں متقیوں کا امام بنا کر اولیائے کاملین کی منتہا تک پہنچا دیجیے۔

دوسرا کام

دوسرا کام یہ کریں کہ گناہوں کے مواقع سے اپنے آپ کو بہت بچائیں، اس لیے کہ گناہوں سے دل کی روحانیت لٹ جاتی ہے۔ کسی انسان کو جب کسی جگہ لٹ لیے جانے کا اندیشہ ہو، اس کے باوجود بھی وہ اپنی حفاظت نہ کرے تو ظاہر ہے کہ لٹ جائے گا۔ اگر آپ کو معلوم ہو کہ بس اسناپ پر تین جیب کسرے کھڑے ہیں اور آپ کی جیب میں پیسہ ہو تو آپ جیب کو ایسے ہی چھوڑ کر چڑھیں گے یا پوری طرح اس کا دھیان رکھیں گے؟ ظاہر ہے کہ پوری طرح دھیان رکھیں گے؛ بل کہ کئی کئی لمبیں بھی چھوڑ دیں گے کہ اس میں بھیڑ بہت ہے۔ اگر کوئی اور ساتھ ہوگا تو اس سے کہیں گے کہ تم پیچھے رہنا میں آگے چڑھتا ہوں، کیوں کہ پتہ ہے کہ اگر یہاں پر غفلت کی تو اپنا مال کھو دیں گے۔ بالکل اسی طرح اگر ہم نے اپنی نیکیوں کی حفاظت نہیں کی اور گناہوں کے مواقع سے خود کو نہیں بچایا

تو کمائی ہوئی ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

تیسرا کام

تیسرا کام جو بہت اہم ہے اور جس کے بغیر تقویٰ کا حصول ناممکن ہے وہ یہ کہ دین کے ہر شعبے میں اپنا محاسبہ کریں، علمائے معلوم کر کے دین کے ہر شعبہ کی اپنی بے دینی سے توبہ کریں اور اپنی پوری زندگی سنت و شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

دین کے ہر شعبے میں محاسبہ ضروری

کامل متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ دین کے ہر شعبے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکموں کی کامل تابعداری کی جائے۔ اور کامل تابعداری کے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کے پانچوں شعبے، ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات میں اپنی زندگی کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ دین کے کس شعبے میں، ہمارے اندر کہاں کہاں کمزوری ہے۔ جہاں اپنی کوتاہیاں نظر آئیں ان سے توبہ کریں اور آئندہ ان سے بچنے کے پوری کوشش کریں۔

عبادات

مثلاً اپنی عبادات میں غور کریں کہ ہماری نماز کیسی ہے؟

قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟

ذکر کرتے ہوئے اللہ کا دھیان رہتا ہے یا نہیں؟

اگر اب تک یہ ساری عبادتیں، خلاف سنت اور دل لگائے بغیر کرتے رہے ہوں، تو اب طے کر لیں کہ غفلت کی عبادت سے توبہ کر کے، سنت کے مطابق دھیان والی عبادت کریں گے۔ اور اس سلسلے میں اللہ والوں سے رابطہ کریں گے۔

نماز کے بارے میں بہت سارے بیانات، ہماری ویب سائٹ پر سن سکتے

ہیں۔ اڈریس یہ ہے: www.shariat.info

یاد رکھیں! جس کی نماز اچھی ہوتی ہے اس کا سب کچھ اچھا ہو جاتا ہے۔

اس کی زندگی اچھی

اس کی موت اچھی

اس کی قبر اچھی

اس کا حشر اچھا

اس کا انجام اچھا

اس کا ہر کام اچھا

سنتیں آتی چلی جاتی ہیں

رسمیں چھوٹی چلی جاتی ہیں

اللہ سے محبت بڑھ جاتی ہے

رسول ﷺ سے محبت بڑھتی جاتی ہے

اور یہ محبت جب کمال کو پہنچتی ہے تو ایمان والے کو کمال تک پہنچا دیتی ہے اور پھر کرنے

والے کام کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اور چھوڑنے والے کام کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے

اور آگے جس شعبوں کا بیان آنے والا ہے ان شعبوں کے بنانے میں بھی یہ یعنی نماز اہم

کردار ادا کرتی ہے۔

اگر آپ کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو اس کا مسئلہ پوچھ کر اس کی ادائیگی شروع کر دیں۔

معاملات

عیادات کے بعد اپنے معاملات کا بھی جائزہ لیجیے۔

آج حقوق العباد کے سلسلے میں کوتاہی بہت عام ہو گئی ہے۔ دین داری، بس نماز روزے تک ہی رہ گئی ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی سزا (۷۰) نافرمانیاں لے کر قیامت کے میدان میں پہنچے تو یہ اس سے ہلکا جرم ہے کہ کسی بندہ کا ایک حق اپنے ذمہ لے کر میدان قیامت میں حاضر ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بندے محتاج ہیں۔ اس لیے ان کے حقوق کی ادائیگی کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

معاملات دین کا ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ عیادات کے ذریعہ کمائی ہوئی نیکیاں، معاملات کے مسائل نظر انداز کرنے کی وجہ سے دوسروں کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔ دہشتکار میں لکھا ہے کہ کسی کے ذمہ تین پیسے قرض کے رہ جائیں تو قیامت میں اس کی سات سو مائیں قرض خواہ کو دلائی جائیں گی۔

معاملات کے مسائل میں وراثت کا مسئلہ جس قدر اہم اور قابل توجہ ہے، عام طور سے اس میں اتنی قدر غفلت اور بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ اگر آپ نے واقعی اپنی زندگی بدلنے کی نیت کر رکھی ہے، تو امید ہے کہ آپ نے بہنوں اور دوسرے حصہ داروں کا حق ادا کر دیا ہوگا، اور اگر غصہ انخواستہ ابھی تک ادا نہیں کیا تو کسی مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کر کے جلد از جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

حقوق العباد کے سلسلے میں یہی ہے کہ ہر کام معلوم بھی نہایت اہم ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا کچھ ہر مقرر کرے، پھر یہ نیت رکھے کہ اس کے مہر میں سے اس کو کچھ نہ دے گا

یا اس کو پورا نہ دے گا تو وہ شخص زانی ہو کر مرے گا“۔ (حقوق العباد، ص: ۳۰)

اس لیے اس طرف دھیان دینا نہایت ضروری ہے۔

اگر آپ تاجر ہیں، اور کاروبار بھی جائز کرتے ہیں، تو یہ نہ سمجھیں کہ جب کاروبار جائز ہے تو پھر اس میں مسئلہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت! یاد رکھئے! جائز کاروبار میں ہی مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، ناجائز تو سرے سے ناجائز ہے، ناجائز میں مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں! وہ کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔

اس لیے جائز کاروبار کے مسائل علماء سے معلوم کیجئے۔ تاجر کے لیے کاروبار کے مسائل کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا نماز اور روزے کے مسائل کا جاننا ضروری ہے، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ! کیوں کہ کاروبار سے بندوں کے حقوق وابستہ ہوتے ہیں اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی کرنے سے آخرت میں بہت بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر اب تک کاروبار کے مسائل پوچھنے کا اہتمام نہیں تھا، تو اب طے کر لیجئے کہ علماء سے پوچھیں گے، کیا پوچھیں گے...؟ اور کیسے پوچھیں گے؟

تو پوچھنے کی بہت سی باتیں ہیں مثلاً خریدنے کے شرائط

بیچنے کے شرائط

مہینہ (payment) کے شرائط

کیش ڈسکاؤنٹ (discount)

کیش ڈسکاؤنٹ پر رعایتیں کن کن شکلوں میں؟

ادھار مال میں، کتنے کن کا ادھار؟

کتنا فی صد بڑھا کر؟

اور جتنے دن کا ادھار تھا، اسے دن میں ہیمنٹ (payment) نہیں آیا تو اب بڑھا کر لیتا کیسا؟..... جائز ہے یا ناجائز؟
یہ ساری باتیں، اسی طرح بے شمار باتیں پوچھنے کی ہیں۔

اور ایک عام مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے کوئی جگہ بیچی، خریدنے والے نے کچھ اڈوانس دیا اور باقی ہیمنٹ کے لیے کچھ وقت لیا، وقت گزرنے کے بعد، بار بار یاد دہانی کے باوجود بھی اس نے ہیمنٹ نہیں دیا، آخر سودا کینسل کرنا پڑا، اس کینسلیشن (Cancellation) کے بعد، اڈوانس دیا ہوا پیسہ فورفٹ (forfeit) ہو جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اڈوانس دی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی۔ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ معاملات اور لین دین میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو پوچھنے کی ہیں، اور پوچھنے کے بعد کبھی اندازہ لگتا ہے کہ اس میں تو ہمارا نقصان ہو جائے گا۔

ہمیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت پر چل کر کبھی کسی کا نقصان نہیں ہوا، اور ربی مقدس کی روزی تو وہ کبھی بھی کم نہیں ہوتی۔

اگر واقعی اپنی زندگی بدلنے کی نیت ہو تو ان تمام باتوں کی فکر کرنا ضروری ہے۔ فکر کے ساتھ کوشش اور کوشش کے ساتھ دعا کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام معاملات کو ہمیں شریعت کے مطابق کر دے۔

معاشرت

انسان دنیا میں مل جل کر رہتے ہیں اور ضرورتیں آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں، ملنے جلنے اور ساتھ رہنے والوں میں گھر کے افراد بھی ہوتے ہیں اور رشتہ دار بھی، پرادی بھی ہوتے ہیں اور دوست و احباب بھی۔ پھر آدمی جہاں کاروبار یا ملازمت

کرتا ہے، وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ اس طرح سے مل جل کر رہنے کو معاشرت کہتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہوتے ہیں اور کچھ فرائض۔ ان کی رعایت کرنا اور ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا اسلامی معاشرت کا تقاضہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک کہ اس میں یہ صفت پیدا نہ ہو جائے کہ جو بات وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرنے لگے۔

معاشرت کے سلسلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں تفصیلی احکامات دیے ہیں، ان کو معاشرت کے احکام کہتے ہیں جو دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ عام طور سے لوگ اس کو دین نہیں سمجھتے، اس لیے نہ معاشرت کے مسائل پوچھتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں۔

کامل تقویٰ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم معاشرت کے شعبے میں بھی اپنا جائزہ لیں۔ مثلاً ہمارے گھر وں میں، اگر پہلے شرعی پردہ نہیں تھا، تو گھر میں شرعی پردہ لانے کی کوشش کریں۔

جیسے پہلے اگر گھر میں بھینچا آتا جاتا رہا ہے، جو بالغ ہے۔ اور بڑی اتنی یا چچی کہتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اور پردے کے بغیر بڑی امی، یا چچی سے، یا اپنی چچا زاد بہن سے آپا اور باجی کہہ کر باتیں کیا کرتا ہے، اب اگر وہ گھر آتا ہے تو اس سے کہہ دیں کہ دیکھو بیٹا! ہم نے اب تقویٰ حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ رواجی پردے

کو چھوڑ کر، شرعی پردہ کریں گے، اس لیے تم بھی گھر میں آؤ تو اطلاع کر کے آیا کرو تا کہ مستورات پردہ کر لیا کریں۔
دیکھو بیٹا! گھر تمہارا ہے۔ بار بار آؤ جاؤ تمہارے آنے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے، جب چاہے آؤ، مگر ان مستورات کے ساتھ یہ پردہ بائیں کرنا شریعت کے خلاف ہے۔
آئندہ اس کا خیال رکھو۔

یا شادی بیاہ کی رسمیں جو ہم پہلے کیا کرتے تھے اب موقع آئے تو کسی عالم دین سے یا کسی اللہ والے سے اس کا شرعی طریقہ معلوم کریں، کہ ہم نے زندگی بدلنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے لہذا آپ ہمیں شادی کا شرعی طریقہ بتا دیجیے کہ فلاں کام شریعت کی روشنی میں کیسے کروں؟

اخلاقیات

دین کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ اخلاق ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ کامل ایمان والا وہ مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ بھاری چیز جو مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ بد اخلاق سے اللہ تعالیٰ کو دشمنی ہے۔ (ترمذی)

تمام انبیاء علیہم السلام اچھے اخلاق والے تھے اور اللہ پاک نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اخلاق کے سب سے اونچے مقام پر فائز کیا تھا۔

اخلاق کے سلسلے میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ احادیث کے شیخ (غور و خوض) سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاق کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ

پہنچے۔ کامل تقویٰ کے حصول کے لیے اپنے اخلاق کی درستگی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
دین کے مذکورہ شعبوں سے متعلق اختصار کے ساتھ یہ چند باتیں ہیں جن سے اس لیے عرض کر دی تاکہ اندازہ ہو سکے کہ زندگی کے کن کن شعبوں میں ہم نفس و شیطان کے بہکاوے میں مبتلا ہیں اور کہاں کہاں صحیح علم کی اور علائے دین کی رہنمائی کی ہمیں ضرورت ہے۔

ایک اہم گزارش

قرآن کریم میں جنت کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہ بتلایا ہے کہ یہ جنت مشیتوں کے لیے بنا کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تقویٰ برتنے کا حکم بھی دیا ہے۔

اب ہم میں سے ہر شخص کو اپنا محاسب کرنا چاہیے کہ کیا ہم تقویٰ کی صفت سے آراستہ ہو چکے ہیں؟ اگر نہیں تو زندگی اور موت کا کیا ٹھکانہ؟ وہ کون سا موقع آئے گا جس میں تقویٰ حاصل کیا جائے؟ اس لیے ان ایام کی بہت قدر کی جائے اور ہوش مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ان قیمتی ایام کو غفلت میں نہ گنوا یا جائے۔

انجیر میں، میں کچھ ایسی باتیں عرض کر دیتا جانتا ہوں جو حصول تقویٰ میں مددگار ہیں اور ہر ایمان والے کے لیے پوری زندگی میں بہت کام آنے والی ہیں۔ خود مجھے ان باتوں سے بڑا فائدہ ہوا ہے، یقین ہے کہ آپ بھی عمل شروع کرتے ہی اس کا فائدہ محسوس کریں گے۔ وہ سات باتیں ہیں جو پہلے اجمالاً لکھی جاتی ہیں پھر کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کی جائیں گی۔

سات باتیں

- (۱) تھوڑی تھوڑی دیر میں اس بات کو سوچا جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔
ممکن ہو سکے تو موہاں میں اس کا الارم لگا دیا جائے ہر تھوڑی دیر کے بعد ایک بیپ بجے
جو اشارہ ہے کہ ”اللہ دیکھ رہا ہے“
- (۲) سنت کا اہتمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کے ساتھ کیا جائے۔
- (۳) سوچ کر نگاہ کا استعمال کیا جائے۔ پہلے خود سے پوچھ لے کہ کیا دیکھنا ہے؟ پھر نگاہ
اٹھائے۔
- (۴) سوچ کر زبان کا استعمال کیا جائے۔ جن باتوں سے کوئی نفع نہ ہو اسے نہ بولا جائے۔
- (۵) وقفہ وقفہ سے اللہ پاک کی نعمتوں کو سوچ کر اس کا شکر ادا کیا جائے۔
- (۶) تھوڑی تھوڑی دیر سے استغفار کیا جائے۔
- (۷) ہر کام کا وقت طے کر لیا جائے اور اُس وقت وہی کام کیا جائے۔

پہلی بات

وقفہ وقفہ سے اس بات کا استحضار ہو کہ اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں اور میرے ساتھ
ہیں۔ اس استحضار کا فائدہ دوسروں میں ظاہر ہوگا۔

اول: طاعت میں دل لگے گا کہ جب اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں اور میرے ساتھ ہیں
تو میری بھی تمام تر توجہ اللہ پاک ہی کی جانب ہونی چاہیے اس طرح عبادت میں آدمی کا
خشوع و خضوع بڑھ جائے گا۔ اور جب وہ اس استحضار کے ساتھ نماز پڑھے گا تو پھر اس
نماز کی کیفیت ہی الگ ہوگی کہ اللہ پاک میرا قیام دیکھ رہے ہیں، میری تلاوت سن رہے

ہیں، میرا رکوع دیکھ رہے ہیں، میرا سجود دیکھ رہے ہیں، میرا قعدہ دیکھ رہے ہیں، میری
تہنجات سن رہے ہیں، جب نماز پڑھتے ہوئے یہ استحضار رہے گا تو پھر یہ شخص نماز کے
تمام ارکان کو خشوع و خضوع کے ساتھ سنت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔
حالاں کہ اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ پاک نے ہمیں دن بھر میں پانچ مرتبہ نماز
پڑھنے کا حکم اسی استحضار کی مشق کے لیے دیا تھا کہ جب تمہیں نماز میں میرے دیکھنے
اور ساتھ رہنے کا استحضار رہے گا تو باہر کی زندگی میں بھی یہ استحضار باقی رہے گا جس کا نتیجہ
یہ ہوگا کہ تمہاری زندگی سے منکرات اور معاصی نکلنے شروع ہو جائیں گے لیکن انہوں
کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہمیں نماز ہی میں یہ استحضار نہیں رہتا تو باہر کی زندگی میں یہ
استحضار کیسے ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ہماری زندگی سے منکرات نہیں نکلنے اور کچے نمازی
ہونے کے باوجود ہم منکرات میں مبتلا رہتے ہیں۔

دوم: اس استحضار کا دوسرا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جب آدمی پر یہ استحضار
غالب رہے گا تو پھر وہ معاصی کے ارتکاب سے محفوظ رہے گا کیونکہ اسے یہ بات مستحضر
ہے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہے پھر کیونکر اس کی نافرمانی کی
جائے؟ تو درحقیقت یہ استحضار معاصی کے ارتکاب سے مالتے گا کیونکہ بالعموم گناہ
کا صدور اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی یہ تصور کرتا ہے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے اور کسی
کو اس گناہ کا پتہ نہیں ہے لہذا: وہ گناہ کر بیٹھتا ہے۔ حالاں کہ ہر مسلمان یہ بات جانتا ہے
کہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کی ہر حرکت اور عمل سے واقف ہے اور بروقت گناہ
پر گرفت کی قدرت بھی رکھتا ہے لیکن چونکہ اسے یہ بات مستحضر نہیں رہتی اس لئے وہ گناہ
کرتا رہتا ہے۔ اور جب یہ استحضار غالب ہو جاتا ہے تو پھر آدمی میں ایک گونہ خوف و

خشیت پیدا ہوتی ہے کہ جب اللہ پاک ہر وقت میرے ساتھ ہیں اور مجھے دیکھ رہے ہیں تو پھر ان کی نافرمانی کیسے کروں؟ لہذا وہ گناہ پر جرات نہیں کر پاتا۔ الغرض اس استحضار سے ایک طرف طاعت میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے تو دوسری طرف معصیت سے بچنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

دوسری بات

سنت کا اہتمام حضور ﷺ کی یاد کے ساتھ کیا جائے۔ ایک ہے سنت کا علم ہو جانا کہ کسی نے ہمیں کوئی سنت بتلا دی اور ہم اس پر عمل کرنے لگے، اور ایک ہے سنت کا علم حاصل کرنے کی جستجو کرنا کہ ہر جہر میں آپ ﷺ کا مسنون طریقہ معلوم کرنے کی فکر پیدا ہو جائے ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ ہوتا ہے کہ ہم چند اعمال کا مسنون طریقہ جانتے ہیں اور اس پر عمل کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم سنت کا اہتمام کر رہے ہیں حالانکہ بہت سے مسنون اعمال کا ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا، لہذا چند اعمال میں آپ ﷺ کی اتباع پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ہم اپنے اندر یہ فکر پیدا کر لیں کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اور روزانہ پیش آنے والے تمام اعمال میں آپ ﷺ کا مبارک طریقہ معلوم کرنے اور مختلف اوقات کی مسنون دعائیں معلوم کر کے ان کا اہتمام کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلہ میں اسوۂ رسول اکرم ﷺ، والدعاء الحسنون، حصن حصین، عمل الیوم واللیلۃ، شکر الیوم اور مسنون دعائیں ان کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا۔ مطالعہ کی ترتیب یہ ہو کہ سب سے پہلے ان کتابوں کی فہرست دیکھ کر ان مقامات کو نشان زد کیا جائے جن سے روزانہ سابقہ پڑتا ہے پھر ان کی تفصیل دیکھ کر ان اعمال و اذکار کو اپنا معمول بنایا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک خاص امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ

عمل میں اتباع سنت کی فکر کے ساتھ یہ اہتمام بھی ہو کہ سنت پر عمل آپ ﷺ کی یاد کے ساتھ ہو کہ آقا اس عمل کو اس طرح انجام دیا کرتے تھے اس لئے میں آپ کی اتباع میں اس عمل کو اس طرح انجام دے رہا ہوں، آپ اس موقع پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے لہذا میں آپ کی اتباع کی نیت سے یہ دعا پڑھا رہا ہوں۔

دوستو! اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے سنت پر عمل تو ہوتا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی یاد کے بغیر ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس عقیدت و عظمت کے ساتھ سنت پر عمل چاہیے، وہ نہیں ہوتا اور پھر دیر سے دیر سے وہ مسنون اعمال عادتاً ہونے لگتے ہیں، اتباع سنت کا جذبہ ختم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہر سنت پر عمل کرتے وقت ذہن میں حضور پاک ﷺ کی یاد ہو۔ جب اس طرح سنت پر عمل ہوگا تو انشاء اللہ اتباع سنت کے شرات و برکات زندگی میں ظاہر ہوں گے کہ چہرہ پر صلحا کا نور ہوگا عمل پر اجر و ثواب کا ترتب ہوگا، عند اللہ وعند الناس محبوبیت سے نوازا جائے گا۔

تیسری بات

سوچ کر نگاہ کا استعمال کیا جائے۔

قرآن مجید میں مومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں لہذا سب سے پہلے نگاہ نیچی رکھ کر چلنے کی عادت بنائی جائے۔ پھر نگاہ یا دہ نگاہیں نیچی رکھ کر چلنے کا عادی ہوگا وہ اتنی ہی بد نگاہی سے محفوظ رہے گا۔ پھر نگاہ اٹھانے سے قبل یہ سوچا جائے کہ مجھے کیا دیکھنا ہے اور کیوں دیکھنا ہے؟ اور مقصود پورا ہوتا ہے نیچی پھر نگاہ کو جھکا لے، اگر نگاہ اٹھاتے وقت بلا قصد کسی غیر محرم پر نگاہ پڑ جائے تو نگاہ پڑنے ہی والا پلکوں کو بند کر لے اور پھر چہرہ پھیر لے یہ پلکوں کا بند کرنا اتنی تیزی کے ساتھ ہو کہ کسی طرح یہ نگاہ اس غیر محرم کے

حسن کو چرانہ سکے۔ موجودہ دور میں جب کہ راستوں میں قدم قدم پر بے پردہ عورتوں سے سابقہ پڑتا ہے اس طریقے پر عمل کرنے سے انشاء اللہ بد نگاہی سے بچنا بہت حد تک آسان ہو جائے گا۔

چٹکی بات

سوچ کر زبان کا استعمال کیا جائے۔

زبان کے غلط استعمال سے آدمی کی نیکیاں بہت جلد ضائع ہو جاتی ہیں۔ زبان بظاہر تو بہت چھوٹی ہے لیکن اس سے صادر ہونے والے گناہ بہت بڑے ہیں جیسے جھوٹ، غیبت، بہتان، کسی کو بلا وجہ برا بھلا کہنا، غصہ میں بے جا کلمات کہنا اور کچھ نہیں تو لالچ کرنا وغیرہ یہ سارے گناہ زبان ہی سے ہوتے ہیں۔ لہذا بہت سوچ سمجھ کر اسے استعمال کرنا چاہیے۔ اگر دیگر گناہوں سے صرف نظر کر کے صرف لالچ کو لیں تو یہ ایسا سخت گناہ ہے کہ اس کے متعلق حدیث پاک میں آتا ہے کہ لالچنی نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو جلادیتی ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر ہم اپنا جائزہ لیں کہ اگر ہم معاشرہ میں کچھ دین اور سمجھ جاتے ہیں اور ہمیں کسی درجہ میں خوف خدا ہے تو ہم جھوٹ، غیبت، بہتان وغیرہ گناہوں سے بچنے کا تو اہتمام کرتے ہیں لیکن لالچنی ایک ایسا مرض ہو چکا ہے جس سے اب دیندار بھی محفوظ نہیں ہیں الا ماشاء اللہ۔ وہ بھی اس راستہ سے اپنی نیکیاں ضائع کر دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے لالچنی پر ہی بریک لگایا جائے، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بات کہنے سے قبل سوچا جائے کہ اس بات کا کہنا کتنا ضروری ہے؟ یا نہ کہنے سے کیا نقصان ہے؟ اگر نہ کہنے سے کچھ نقصان ہوتا ہو تب تو کہا جائے اور اگر نہ کہنے میں کچھ نقصان نہ ہو تو خاموش ہی رہا جائے۔ یہی

در اصل ضروری گفتگو کا معیار بھی ہے۔ اس طریق پر عمل کرنے کا فائدہ دوصورتوں میں ظاہر ہوگا:

ایک تو آدمی کا بہت سا وقت جو فضول گفتگو کی نذر ہو جاتا تھا بچ جائے گا جس میں وہ دوسرے طاعت کے کام انجام دے سکتا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آدمی لالچنی سے بچنے کا اہتمام کرے گا تو زبان کے دیگر گناہوں سے ان خود اس کی حفاظت ہو جائے گی۔

پانچویں بات

وقفہ وقفہ سے اللہ پاک کی نعمتوں کو سوچ کر اس کا شکر ادا کیا جائے۔

نا شکری بھی ایک مرض ہے جو ہم لوگوں میں اب بہت عام ہو گیا ہے۔ جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام دعا کے بعد خیریت پوچھے جانے پر سب سے پہلے ہماری زبان سے تکلیفوں کا اظہار ہوتا ہے کہ کہاں کی خیریت؟ آج تو سر میں بہت درد ہو رہا ہے حالانکہ ہماری پینٹائی ٹھیک ہے، ساعت ٹھیک ہے، ہاتھ پیر، پیٹ اور بدن کے دیگر اعضاء صحیح سالم ہیں اور ٹھیک ٹھیک کام کر رہے ہیں اس پر تو ہم شکر ادا نہیں کرتے کہ ماشاء اللہ سارے اعضاء ٹھیک طرح کام کر رہے ہیں صرف سر میں کچھ درد ہونے پر فوراً حرف شکایت زبان پر لے آتے ہیں اور نا شکری کرنے لگتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے انہیں پتہ تھا کہ میں اکثر بیمار رہتا ہوں انہوں نے میری خیریت دریافت کی، میں نے فوراً اپنی ساری تکلیفیں سنائی شروع کیں جس میں تقریباً تین منٹ لگ گئے پھر عرض کیا کہ حضرت! چوبیس گھنٹہ میں جتنے منٹ ہوتے ہیں ان میں تین منٹ کی تکلیف ہے باقی سب راحت ہے۔ اسی طرح ایک

چھٹی بات

تھوڑی تھوڑی دیر سے استغفار کیا جائے۔

اللہ کے رسول ﷺ، جن کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا تھا، دن میں ستر (۷۰) مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ایک ہی مجلس میں سو مرتبہ ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ الْیَّوْمَ“ کہتے ہوئے سنا۔ (نسائی)

استغفار کرتے ہوئے سچی ندامت اور دل کا استحضار بھی ضروری ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس استغفار میں دل کا استحضار نہ ہو، اس استغفار کے لیے بھی استغفار کرنا چاہیے۔ اس سے دو باتیں خاص طور سے سمجھ آتی ہیں، اول یہ کہ بندگی کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ ہر وقت باری تعالیٰ کے حضور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتا رہے۔

دوسرے یہ کہ اس عمل کے ذریعہ نبی ﷺ امت کو کثرت سے استغفار کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔ استغفار کے بے شمار فائدے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے گناہ ہی نہ کیا ہو۔ استغفار کرنے سے انسان کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سچی اور خالص توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے سے نہرں جاری ہوں گی۔ (سورۃ التحریم: آیت ۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توبہ و استغفار کرنے سے غم پریشانیوں دور ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا

بزرگ راستہ چلتے ہوئے گر پڑے جس کی وجہ سے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے، فوراً شکر ادا کرنے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کے دو دانت ٹوٹ گئے اور آپ شکر ادا کر رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں اس پر شکر ادا کر رہا ہوں کہ صرف دو ہی دانت ٹوٹے ہیں باقی تیس اب بھی محفوظ ہیں۔

اسی طرح ایک بزرگ پر راستہ چلتے ہوئے راہ گر گئی جس سے سارے کپڑے کا لے ہو گئے فوراً کپڑا اچھاڑتے ہوئے شکر ادا کیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ پر راہ گر گئی جس سے کپڑا خراب ہو گیا اور آپ شکر ادا کر رہے ہیں؟

فرمایا کہ میں اس پر شکر ادا کر رہا ہوں کہ جو اپنی بد اعمالیوں کے سبب آگ کا مستحق تھا اس پر صرف راہ گر ڈالی گئی ہے کیا یہ شکر کا موقع نہیں ہے؟

ان واقعات کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم غیر موجود نعمتوں کو سوچ کر حسرت و افسوس اور ناشکری کرنے کے بجائے موجود نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا مزاج بنالیں کہ تقدیر کے فیصلوں پر راضی رہنا بھی جزا ایمان ہے۔ اور ویسے بھی غیر موجودہ نعمتوں کو سوچ کر ناشکری کرنے سے دو نعمتیں حاصل نہیں ہو جاتیں، لہذا ہر حال میں شکر ہی کو اپنا شیعہ بنانا چاہئے جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی تھوڑی دیر سے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے اَلْحَمْدُ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ پڑھا جائے کہ پروردگار! آپ نے مجھے بغیر استغفار کے کتنی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں حالانکہ میں سراپا گنہگار اور نافرمان ہوں اس کے باوجود یہ محض آپ کا فضل اور مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے اتنی راحتوں اور نعمتوں سے نوازا رکھا ہے۔ اس طرح غور کرنے سے انشاء اللہ شکر کی توفیق ہوگی اور ناشکری سے محفوظ رہیں گے۔

توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیتا ہے۔ (سورۃ الفرقان: آیہ ۷۰)

توبہ واستغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے، مال اور اولاد اور باغات دیتا ہے۔ (سورۃ نوح: آیہ ۱۰-۱۱-۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے قبل یہ کلمات کثرت سے پڑھتے تھے: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَتَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ۔

(بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ جس شخص نے دن میں گناہ کیے ہیں وہ رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ آئے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو دن میں اپنے رب کی طرف پلٹے اور گناہوں کی معافی مانگے۔ (مسلم)

استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(سورۃ النمل: آیہ ۳۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ کہے اللَّهُ تَعَالَى لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ کہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

ساتویں بات

وقت کے تعین کے ساتھ کام کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

جو وقت کی قدر نہیں کرتا اور وقت کے تعین کے بغیر کام کرتا ہے اس سے تو کوئی کام نہیں

ہو سکتا نہ دینی زندگی نہ دنیوی۔ اور ہر وقت اپنے کو مشغول بھی سمجھے گا۔

دینی اور دنیوی ترقی کا انحصار اسی پر ہے کہ آدمی اپنے اوقات کا کتنا صحیح استعمال کرتا ہے۔

آپ خواہ جس لائن کی محنت لے لیں جب تک آدمی اوقات کا صحیح استعمال اور نظام الاوقات کے تحت کام نہیں کرے گا اس لائن میں ترقی کا قصور اس کے لیے نامکن ہے۔

حضرت تھانویؒ ہی کو دیکھ لیجئے کہ اللہ پاک نے ان سے دین کا کس قدر کام لیا کہ سینکڑوں کتابیں تصنیف کر دیں جن کا پڑنا بھی آج لوگوں پر دشوار ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ حضرت کے پاس لکھنے کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا بلکہ دیگر بہت سے مشاغل تھے جنہیں اپنے اپنے وقت پر انجام دیا جاتا تھا۔ مواعظ ہوتے مجالس ہوتیں، آنے والے خطوط کے جوابات دینے جاتے، اسفار ہوتے وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سارے کام ایک نظام الاوقات کے تحت ہوتے

کہ جس کام کا جو وقت متعین ہے اس وقت وہی کام کیا جاتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ متعین کام کے علاوہ کوئی اور کام کر لیا جائے۔ اوقات کی قدر دانی اور وقت کے تعین کے ساتھ کام

کرنے کا اہتمام کر لیا گیا آپ کی طبیعت ثنائیہ بن چکی تھی جس کے خلاف ہونا قطعاً آپ کو

برداشت نہ تھا۔ آپ کا یہ معمول دو چار سال نہیں رہا بلکہ اپنی عمر کے ساتھ سال حضرت نے اسی ضابطہ کے ساتھ گزرا ہے اور اپنی زندگی کے کارنامے اور دینی خدمات سے آنے

والی نسلوں کی رہنمائی کے لئے شمع رشد و ہدایت روشن فرما گئے۔ یہ حضرت کی وہ

استقامت تھی جو یقیناً کرامت سے بڑھی ہوئی تھی۔ اسی کی برکت تھی کہ اللہ پاک نے

آپ کی ذات سے دین کا اتنا بڑا کام لیا جو ماضی قریب میں کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں

آیا۔ ایسا نہیں ہے کہ اوقات کی قدر دانی اور نظام الاوقات کے تحت کام کرنے پر اللہ پاک

کی جانب سے یہ انعام صرف آپ کی ذات کے ساتھ یا صرف پچھلے لوگوں کے ساتھ ہی

مخصوص تھا بل کہ آج بھی جو وقت کی قدر کرتے ہوئے اور اس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے کام میں لگتا ہے تو اللہ پاک اسے اس کام میں ترقی عطا فرماتے ہیں۔

فقیر ابو الیث سر قندریٰ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی نشانی یہ ہے تم لوگ اپنے اوپر دس چیزوں کو لازم قرار دے لو:

- (۱) سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ زبان کو فیہت سے پاک و صاف رکھو۔
- (۲) دوسری بات یہ ہے کہ بدگمانی سے ہمیشہ بچتے رہو۔
- (۳) تیسری بات یہ کہ تم لوگ دوسرے کا مذاق اڑانے سے گریز کرو۔
- (۴) چوتھی یہ ہے کہ نگاہ کو حرام جگہ پڑنے سے بچاؤ۔
- (۵) پانچویں بات یہ ہے کہ جب بھی بول بولچ بولو۔
- (۶) چھٹی بات یہ ہے کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا استحضار رکھو۔
- (۷) ساتویں بات یہ کہ مال صحیح مصرف پر لگاؤ، ناجائز جگہ سے خرچ کرو۔
- (۸) آٹھویں بات یہ ہے کہ اپنے لئے تکبر اور بڑائی کو پسند نہ کرو۔
- (۹) نویں بات یہ ہے کہ بیچ و بخر نماز میں قیام و قرأت اور رکوع و سجود کے ساتھ آداب و احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے وقت پرادا کرو۔
- (۱۰) دسویں چیز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کی جماعت کے طریق پر مضبوطی سے گامزن رہو۔

